بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

078: باب 39- حصہ اول- اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات کا انکار۔

[مقدمہ]

كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں ایک نئے باب سے آغاز کرتے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"باب من جحد شيئا من الأسماء والصفات" (اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات کے انکار کا بیان)۔

اس سے پہلے کہ اس باب کے اندر جو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل پیش کیے ہیں قرآن مجید کی آیات اور بعض احادیث، بعض آثار جو بیان کیے ہیں شیخ صاحب نے اس سے پہلے ہم دیکھیں کہ اسماء والصفات کا باب جو ہے وہ ہماری شریعت میں کتنی اہمیت رکھتا ہے، اسماء والصفات اللہ تعالیٰ کے بہترین نام ہیں اللہ تعالیٰ صفات الکمال کا مالک ہے یہ جو اسماء والصفات کا باب ہے ہماری شریعت کے کس حصے سے اس کا تعلق ہے، اس کی اہمیت کیا ہے اور پھر عام مسلمان کو اس باب کے اندر میں سے کتنا علم ہونا چاہیے اس کے متعلق بات کرتے ہیں۔

پھر دیکھیں شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اس باب کو شروع میں بیان نہیں کیا یہ ہوتی ہے حسن ترتیب تالیف میں۔ تصنیف میں جب آپ کوئی چیز تصنیف کرتے ہیں تو اس کی ترتیب سے پتہ چلتا ہے آپ کو کہ مصنف کیسا عالم ہے کیسا انسان ہے اس کی سوچ کیا ہے۔

تو شیخ صاحب نے سب سے پہلے توحید کی اہمیت اس کے متعلق بات کی ہے پھر توحید کا معنی کیا ہے، پھر توحید کی اہم بنیادی باتیں کون سی ہیں، پھر توحید کی ضد شرک ہوتا ہے شرک کیا ہوتا ہے، شرک کی کتنی قسمیں ہیں، شرک سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں، شرک سے ڈرنا چاہیے یا نہیں ڈرنا چاہیے (دیکھیں یہ جتنی باتیں ہیں ان سب کے دلائل ہیں) پھر ظاہری اعمال، پھر دل کے اعمال (خوف، ڈر، امید اس طریقے سے) پھر شرک اصغر ریاکاری کیا ہوتی ہے۔

جب اس کی تقویم ہو چکی ہے کہ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت جب دل میں جگہ کر چکا ہے پڑھنے والے نے سمجھ لیا ہے اب اس کو توحید کی تیسری قسم بھی سمجھنی چاہیے اور وہ ہے توحید اسماء والصفات کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ واحد ربّ ہے، اللہ تعالیٰ واحد معبود ہے اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات میں۔ یعنی یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہم ایک ربّ تو جانتے ہیں یعنی ایک ہی خالق ہے، مالک ہے، مشکل کشا ہے۔

عبادت کے اعتبار سے ہم جان چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی معبود بر حق نہیں ہے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قربانی، نذر و نیاز، دعا، پکار، کا حقدار صرف ایک ہی ذات ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ ہم یہ ساری کی ساری عبادات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے صرف کرتے ہیں کسی اور کے لیے نہیں۔

جب اس چیز کو ہم نے سمجھ لیا ہے تو یہ بھی سمجھنا چاہیے توحید کی ایک تیسری قسم بھی ہے جس میں اہل قبلہ نے اختلاف کیا ہے۔

دیکھیں ابو جہل، ابو لہب نے توحید ربوبیت پر اختلاف نہیں کیا جانتے تھے توحید ربوبیت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے، رازق ہے، تدبیر کرنے والا ہے، مشکل کشا حاجت روا ہے اس پر ابو جہل کو بھی اختلاف نہیں تھا اختلاف کس چیز پر تھا؟ توحید الوہیت پر کہ یہ تو ہم جان چکے ہیں اللہ تعالیٰ خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے لیکن ہم یہ نہیں جاننا چاہتے یہ بات عجیب ہے کہ صرف ایک ہی معبود ہے باقی سارے معبود چھوڑ دیں﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾(ص:5) یہ عجب بات ہے یہ ہم نہیں سمجھ سکتے ہماری سمجھ سے باہر یہ بات!

اہل قبلہ مسلمان ہوئے، توحید ربوبیت پر بھی ایمان ہے، توحید الوہیت پر بھی ایمان ہے اختلاف ان کا ہوا توحید اسماء والصفات میں۔

توحید اسماء والصفات توحید کی تیسری قسم ہے اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں۔ اسماء کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، صفات کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی صفت ہے characteristics ہیں اور کوئی بھی ذات ہو کوئی بھی موجود ذات اس کائنات میں اس کی صفات ہیں بغیر صفات کے ذات کا تصور نہیں کر سکتے آپ، صفات سے ہی ذات پہچانی جاتی ہے۔ بغیر صفات کے کوئی ذات آپ جانتے ہیں؟ کوئی بھی نہیں ہے۔

موجودات جتنی بھی موجودات ہیں ہر موجود کی صفت ہے جو اس کے لائق ہے اور ہر موجود کا نام ہے جس سے وہ پہچانا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے بھی نام ہیں اللہ تعالیٰ کی بھی صفات ہیں۔ نام کتنے ہیں کتنے نام ہیں اللہ تعالیٰ کے؟ کسی نے کہا ننانوے ہیں آپ نے کہا اللہ اعلم دونوں میں سے کون سا جواب درست ہے؟ اللہ اعلم۔ ننانوے کیوں نہیں ہیں؟ دونوں جواب درست ہیں، ننانوے تو آپ

لمٹ (limit) نہیں لگا سکتے ننانوے وہ نام ہیں جن کا ذکر ہوا قرآن مجید میں اور صحیح حدیث میں جو ہم جانتے ہیں۔ان کے علاوہ بھی کوئی دوسرے نام ہیں ؟جی ہاں۔اس لیے جب یہ سوال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کتنے ہیں تو جواب ننانوے نہیں ہونا چاہیے جواب کیا ہونا چاہیے ؟اللہ اعلم۔معروف کتنے ہیں ؟ننانوے ہیں۔

صفات کتنی ہیں ؟اللہ اعلم۔جب نام اللہ اعلم ہیں تو صفات بھی اللہ اعلم ہیں لیکن جن کا ہمیں علم ہیں وہ کون سی ہیں ؟جن کی دلیل موجود ہو یہ قاعدہ ہے ،بغیر دلیل کے اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی بھی نام نہیں کوئی بھی صفت نہیں ہے۔جانتے ہیں کیوں ؟کیا میں کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی بھی نام رکھ لو بشرطیکہ اچھا ہو ؟نہیں۔

کیوں ؟کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام جو ہیں اور صفات جو ہیں ان کا تعلق علم غیب سے ہے ہم نے اللہ تعالیٰ کو جاننا ہے ان ناموں سے اور ان صفات سے۔کس نے بیان کیا ہے ؟یہ جانکاری کہاں سے آئی ہماری ؟اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔کس چیز کے ذریعے ؟وحی کے ذریعے۔وحی کس صورت میں موجود ہے ؟قرآن کی صورت میں اور صحیح حدیث کی صورت میں۔

غیب کس چیز کو کہتے ہیں ؟غیب کیا چیز ہوتی ہے ؟جو چیز ہمیں نظر نہیں آتی ،جو چیز ہم جانتے نہیں ہیں ،جو چیز ہم سے چھپی ہوئی ہے unseen عام طور پر کہا جاتا ہے ترجمہ کرتے ہیں غیب ہے ہمارے لیے۔

تو غیب کے متعلق اگر کوئی شخص کوئی بات کرے اگر وہ صحیح بھی ثابت ہو تب بھی اس کے لیے جائز ہے ؟نہیں ،قاعدہ ہے یہ مغیبات کے متعلق جب بھی بات کی جائے تو علم کی بنیاد پر بات کی جائے۔کیوں ؟کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے چھپایا ہے اپنی حکمت کے تقاضے پر حکمت ہے چھپانے میں اور اس حکمت میں ہم اپنی رائے پیش کریں اور اپنی قیاس آرائیاں کریں اور اپنی طرف سے کوئی بھی ایسی بات کریں جو اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں کی اگرچہ وہ سچ بھی ثابت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ طریقہ منظور نہیں ہے ،اللہ تعالیٰ یہ طریقہ پسند نہیں کرتا۔اس لیے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نام سے پکارو بشرطیکہ اچھا نام ہو یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾(الاعراف:180)۔اسماء الحسنیٰ کس کے نزدیک میرے نزدیک آپ کے نزدیک یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ؟یاد رکھیں اسماء الحسنیٰ حسنیٰ ہیں اچھے نام ہیں لیکن کس کے نزدیک اچھے نام ہیں ؟اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھے نام ہیں۔اس لیے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ اسماء الحسنیٰ کا مطلب ہے اچھے جو بھی آپ کو اچھا لگے رکھ لیں۔

مخلوق پسند نہیں کرے گی !آپ کا نام عمران ہے میں آپ کو عرفان کہوں ملتے جلتے لفظ ہیں اچھا لگے گا آپ کو ؟کیوں اچھا نہیں لگے گا عرفان میں کیا مشکل ہے ؟کوئی قباحت ہے عرفان نام میں لوگوں کے نام عرفان ہیں کہ نہیں ؟کیا مشکل ہے کوئی مشکل

ہے نام میں ؟نام میں مشکل نہیں ہے مشکل اس میں ہے کہ جب میرا نام ہے تو میرا نام کیوں تبدیل کر رہے ہو تمہیں کس نے اجازت دی ہے ؟! اس لیے آپ اجازت نہیں دیں گے جس نام سے آپ پہچانے جاتے ہیں آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کو اسی نام سے پکاریں۔ تو خالق ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے ؟! اور حسنیٰ ہیں کہ نہیں ہم کیا جانیں وہ تو ہمارے نزدیک حسنیٰ ہیں کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حسنیٰ ہیں ؟!

یعنی اگر مجھے مثال کے طور پر محمد نام پسند ہے اچھا نام ہے مجھے پسند ہے جو مجھے پسند ہے تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا نام محمد رکھ سکتا ہوں ؟ دیکھیں بات کتنی خطرناک بات ہے جو مجھے پسند ہے بشرطیکہ اچھا ہو ! محمد اچھا نام ہے کہ نہیں ؟ کیا میں اللہ تعالیٰ کو محمد کا نام دے سکتا ہوں ؟ نہیں۔ کیوں ؟ (۱) دلیل نہیں ہے۔ (۲) پھر یہ مخلوق کا نام ہے۔ پھر جب میں یوں کہوں گا کہ اے محمد میری مدد فرمایہ کیا ہے ؟ دیکھیں ﴿الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ اس کی حکمت کیا ہے ﴿فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ کے ساتھ اسماء الحسنیٰ کا نام کیوں لگایا ہے ؟ کہ حسنہ وہی نام ہیں جن سے آپ اللہ تعالیٰ کو پکار سکتے ہیں اور جس نام سے پکار سکتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا اپنا نام ہے کوئی بھی اچھا نام جو آپ کو اچھا لگتا ہے وہ نہیں ہے۔

اسماء والصفات کے متعلق (میں زیادہ وقت نہیں لوں گا) اسماء والصفات کے متعلق عقیدے کے دروس میں تقریباً دس درس کے قریب صرف اسماء والصفات کے متعلق ہیں اور اُس میں تقریباً تیس سے زیادہ قاعدے بیان کیے ہیں کہ اسماء والصفات کو سمجھنا کیسے ہے، تیس قاعدے ہیں تقریباً۔ تو بھائیوں اور بہنوں سے اور حاضرین و سامعین سے گزارش ہے کہ اگر وہ مزید سمجھنا چاہتے ہیں اس بات کو تو ریکارڈنگ موجود ہے آپ وہ سنیں اس میں آپ کو بہت ساری چیزیں ان شاءاللہ مل جائیں گے لیکن آج کے درس کے حوالے سے میں مختصراً بیان کر دیتا ہوں کہ اہل قبلہ میں جو اختلاف ہوا، اسماء والصفات کے متعلق چھ گروہ ہیں:

اہل قبلہ کے پہلے گروہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات کو ہم مانتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں اس ایمان کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات ہیں جو نام ہیں وہ مخلوق کی طرح ہیں مخلوق جیسے ہیں جیسا خالق ہے ویسی مخلوق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے ویسے جیسے کہ مخلوق رحم کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کرم کرتا ہے جیسے کہ مخلوق کرم کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جیسے کہ مخلوق کا ہاتھ ہے، انہیں کہتے ہیں المشبھۃ۔ اس گروہ کا نام ہے المشبھۃ (تشبیہ کرنے والے) اور یہ کفریہ عقیدہ ہے، خالق اور مخلوق کو برابر کر دینا شرک ہے جائز نہیں ہے۔ جس نے اس ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات کا اقرار کیا کہ وہ مخلوق جیسے ہیں دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس گروہ کو کہتے ہیں المشبھۃ (تشبیہ کرنے والے) اور سب سے پہلے یہ فتنہ کسی ایک رافضی نے پیدا کی تھی (رافضی تھا شیعہ تھا) اس نے کہا "کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات ہیں جیسا کہ مخلوق کے ہیں" اور وہ فتنہ چاہتا تھا۔ دیکھیں رافضیوں نے

ہماری شریعت کے اندر ہر موڑ پر فتنے پیدا کیے ہیں اور دین کو توڑنے کی بے حد کوشش کی ہے اور وہ کر رہے ہیں کرتے رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا نور تا قیامت رہے گا۔

دوسرا گروہ نکلا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی نام ہے نہ کوئی صفت ہے۔ انہیں کہتے ہیں معطلۃ اور معطلۃ چار قسم کے ہیں میں ان کو تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔

پہلا گروہ ہے الجھمیۃ (جہمی) اس کی نسبت ہے جہم بن صفوان کی طرف۔ یہ لوگ مسلمان ہیں یہ یہودی، نصرانی نہیں ہیں یہ بات اچھی سمجھ لیں پہلے یہ سب کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہیں اور پہلی اور دوسری صدی کے بیچ کے لوگ ہیں یہ۔ یعنی جہنم بن صفوان کی وفات سن 128ھ میں ہوئی بہترین زمانہ تھا علم کا زمانہ تھا، عمل کا زمانہ تھا اس کے باوجود بھی ایسے لوگ پیدا ہو رہے تھے دیکھیں آپ! جہم بن صفوان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی نام ہے نہ کوئی صفت ہے "انکار الصفات" (مکمل انکار)۔

کیوں آپ نے انکار کیا جناب؟ وہ کہتے ہیں اس لیے انکار کیا ہے کہ تشبیہ لازم آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے انسان بھی کریم ہے، اللہ تعالیٰ رحیم ہے انسان بھی رحیم ہے، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے انسان کا بھی ہاتھ ہے میں اس چیز کو مانتا نہیں ہوں اس لیے نہ تو اللہ تعالیٰ کا کوئی نام ہے نہ کوئی صفت ہے۔

اُس نے رد کیا مشبھۃ کا جو تشبیہ کرنے والے ہیں لیکن کس بنیاد پر کیا؟ اسی بنیاد پر جس بنیاد پر مشبھۃ نے غلطی کی، مشبھۃ نے عقل کو آگے کیا اور تشبیہ لازم ان کے ذہن میں آئی اسی طریقے سے معطلۃ نے بھی وہی قدم اٹھایا اسی غلطی کا ارتکاب کیا جو مشبھۃ نے کیا تھا عقل کو آگے کیا اور کہا کہ تشبیہ کیونکہ لازم آتی ہے اس لیے ہم انکار کرتے ہیں۔

تیسرا گروہ ہے معتزلۃ، معتزلۃ کے بانی ہیں واصل بن عطاء اور عمرو بن عبید۔ واصل بن عطاء شاگرد ہے امام حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ کا۔ دیکھیں بہترین زمانے کی میں بات کر رہا ہوں امام حسن البصری مشہور و معروف تابعی ہیں عالم تابعی ہیں، کبار التابعین میں سے ہیں تین سو سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کر چکے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کتنے بڑے عالم ہوں گے امت کے ان کا شاگرد واصل بن عطاء!

واصل بن عطاء کا عقیدہ ہے (معتزلۃ کا عقیدہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے نام تو ہیں نام تو ہم مانتے ہیں لیکن صفات کا انکار کرتے ہیں صفات نہیں مانتے تو اللہ تعالیٰ علیم ہے بغیر علم کے، کریم ہے بغیر کرم کے، رحیم ہے بغیر رحمت کے، مالک ہے بغیر ملک کے۔

تصور کریں ذرا غور کریں ان الفاظوں پر بھئی آپ لوگوں نے کہاں سے یہ عقیدہ لیا ہے؟!

انہوں نے کہا دیکھیں اللہ تعالیٰ کے جو نام ہیں وہ حق ہیں وہ مانتے ہیں ہم لیکن ان ناموں میں صفت نہیں ہے صفت سے لازم آتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کی ایسی ذات بن جائے گی جیسا کہ مخلوق کی ذات ہے، نام سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن نام کے اندر صفت کوئی بھی نہیں ہے ہاں کریم ہے مانتے ہیں، رحیم ہے ﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (یونس:107) غفور ہے رحیم ہے کریم ہے مانتے ہیں قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے لیکن مغفرت کرنے والا، رحم کرنے والا نہیں نہیں ہم یہ نہیں مان سکتے۔

کیوں نہیں مان سکتے ؟ وہ کہتے ہیں اس میں تشبیہ لازم آتی ہے، رحمت کے لیے کوئی شخص جب کسی پر رحم کرتا ہے تو دل نرم ہوتا ہے تب رحم کرتا ہے کہ نہیں تو پھر خالق کے لیے ضروری ہے کہ اس کا دل ہو پھر وہ نرم ہو پھر وہ رحم کرے۔ تعجب کی بات دیکھیں!

جو غلطی مشبھۃ نے کی جہمیوں نے کی وہی غلطی معتزلۃ نے بھی کی کیا غلطی کی ؟ کہ عقل کو پھر آگے کیا اور جہمیوں کو جواب دیا عقل کی بنیاد پر شرع کی بنیاد پر نہیں دیا، قرآن اور سنت کی بنیاد پر نہیں دیا، یہی غلطی جہمیوں نے کی یہی غلطی معتزلۃ نے بھی کی۔

اس کے بعد آئے اشاعرہ، اشاعرہ نے کہا" دیکھیں بات سیدھی سی ہے اللہ تعالیٰ کے نام کا بھی اقرار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے صرف سات صفات کا اقرار کرتے ہیں باقی سب کا انکار ہے"۔ ارے تعجب کی بات ہے یعنی جو آپ کا دل کرے گا وہی آپ مانیں گے! وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل کی بات نہیں ہے بات عقل کی ہے۔

اچھا چلو عقل ہی سہی تو عقل نے کہاں انکار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام نہیں ہیں صفات نہیں ہیں ؟ کہتے ہیں نہیں، عقل انکار کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی جو سات صفات ہیں قرآن مجید میں بھی موجود ہیں اور ان کا اقرار عقل نے بھی کیا ہے اور باقی جو سات کے علاوہ صفات ہیں ان کا اقرار عقل نے نہیں کیا اس لیے عقل مقدم ہے قرآن اور سنت پر۔

کیسے تصور کر سکتے ہیں لوگ، بعض صفات تو اللہ تعالیٰ کے لیے آپ مانتے ہیں بعض انکار کر دیتے ہیں قرآن مجید میں تو کوئی اس کا ذکر نہیں ہے کہ یہ صفات کیونکہ عقل بھی ان کی گواہی دیتی ہے یہ درست ہیں باقی درست نہیں ہیں!

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء والصفات کو ایک جیسا بیان کیا ہے ایک ہی قاعدے کے ساتھ جو قرآن و سنت میں موجود ہے اس پر ہمارا ایمان ہے وہی حق ہے اور جو صحیح عقل ہے جو عقل سلیم ہے جو قلب سلیم ہے وہ ہمیشہ قرآن و سنت کو ہی آگے رکھتا ہے، عقل اندھی ہے اس کو روشنی قرآن و سنت سے ملتی ہے جہاں پر قرآن و سنت کی روشنی ہوتی ہے وہ اسے نظر آتا ہے اور جہاں قرآن و سنت کی روشنی نہیں ہے وہ اسے نظر نہیں آتا۔

لیکن یہاں پر بات عقل کی ہو رہی ہے اشاعرہ نے کہا نہیں ہم نہیں مانتے اس چیز کو عقل نے رحمت کی صفت کا انکار کیا ہے عقل نہیں مانتی کیونکہ رحم کے لیے معتزلۃ کی بات درست ہے کہ دل کی نرمی ہونی چاہیے پھر آگے جا کر کوئی رحم کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے دل کا ماننا اس کی دلیل کہاں ہے اللہ تعالیٰ کا دل ہے دلیل کیا ہے اس کی ؟ اس لیے ہم نہیں مانتے تو یہ بات درست نہیں ہے۔

ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ فرقہ منسوب ہے اور امام ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ اس عقیدے سے توبہ کر چکے تھے وفات سے پہلے۔ میں تفصیل ابھی بیان کرتا ہوں کہ اُن کے ساتھ یا اُن کے بعد میں آنے والے کیونکہ انہوں نے اشعریت کی بنیاد تو رکھی لیکن اس کے قاعدے نہیں بیان کیے کہ ایک خاص گروہ جیسے منظم ہوتا ہے وہ بیان نہیں کیا۔

فخر الدین الرازی جو ہے اس شخص نے اشعریت کی بنیاد رکھی اور قانون الرازی جو ہے معروف ہے اشاعرہ کے درمیان (اس درس کے آخر میں مجھے بتانا کہ قانون الرازی کون سا ہے میں بتاؤں گا آپ لوگوں کو اس کی تفصیل بتاؤں گا)۔

پھر اشاعرہ کے بعد آئے ماتریدی، ماتریدی امام ابو المنصور ماتریدی کے متبعین ہیں انہوں نے کہا دیکھیں اللہ تعالیٰ کے اسماء کو بھی ہم مانتے ہیں اور صفات میں سے سات نہیں آٹھ صفات مانتے ہیں۔

دیکھیں جب عقل کی بات ہوتی ہے کیونکہ دو عقلیں برابر نہیں ہیں تو اختلاف ہو گا اور یہ جتنے گروہ نکلے ہیں عقل کی بنیاد پر نکلے ہیں سب کا اختلاف ہے لیکن اگر عقل کو شریعت کے اندر آپ ڈھانپ لیں اختلاف باقی رہے گا ؟ نہیں رہے گا۔ اس لیے دیکھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیچ میں اختلاف تھا ؟ نہیں تھا۔ ان کی عقلیں نہیں تھیں کیا ؟ تھیں۔ اختلاف کیوں نہیں تھا پھر ؟ اس لیے نہیں تھا کہ انہوں نے اپنی عقلوں کی تہذیب کی، عقلوں کی تادیب کی کس طریقے سے ؟ قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، انہوں نے براہ راست قرآن مجید کا علم اور صحیح حدیث کا علم حاصل کیا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو ان کی عقلیں جو ہیں وہ بالکل درست ہو گئیں۔

قلب سلیم کے اور عقل سلیم کے مالک اس دنیا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں سب سے پہلے نمبر پر، ان کے بعد میں آنے والے تابعین ہیں ’’ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين‘‘ یہی ہیں قلب سلیم اور عقل سلیم کے مالک قلب سلیم ان ہی کا ہے اور ہر اس شخص کا جو اس راستے کو اپناتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ نہیں جی ہم تو آٹھ صفات مانتے ہیں۔ یہاں اشاعرہ سے ایک غلطی ہوئی صفۃ تکوین جو ہے یہ وہ نہیں مانتے کہ صفۃ تکوین بھی ہے۔

میں تفصیل بیان نہیں کر رہا میں پریشان نہیں کرنا چاہتا اس کی وجہ بیان کروں گا میں آخر میں آپ اتنا سمجھ لیں کہ سات صفات ہیں اب آٹھ ہو گئی ہیں، اب کوئی صفت نہیں، اب نام ہے تو صفت نہیں یا دونوں نہیں ہیں، یا ہے تو سب ہے مخلوق کی طرح ہے!

پھر ایک گروہ آیا جنہیں کہتے ہیں المفوضۃ، اس گروہ نے اعتدال کا راستہ اپنانا چاہا۔ المفوضۃ (تفویض کرنے والے) ان لوگوں نے کہا دیکھیں اس جھنجھٹ سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے کیوں پریشان ہوتے ہو لوگوں کو پریشان کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے نام ہیں مانتے ہیں صفات بھی مانتے ہیں اقرار ہے ہمارا لیکن معنی کیا ہے اللہ جانتا ہے ہم نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ کے نام بھی ہیں صفات بھی ہیں اُن پر ہمیں یقین ہے معنی کیا ہے اللہ اعلم "تفویض المعنی الی اللہ سبحانہ وتعالی" ((تفویض کا مطلب ہے کہ کسی کے سپرد کر دینا)یعنی معنی سپرد ہے اللہ تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ جانتا ہے معنی ہم معنی نہیں جانتے)۔

اچھی بات ہے کیا خیال ہے کسی جھنجھٹ سے نکلنے کا اچھا راستہ ہے کہ نہیں؟ اچھا لگ رہا ہے کہ نہیں لگ رہا کوئی مخالفت کرتا ہے؟ ظاہراً اچھا ہے۔ حقیقتاً اچھا ہے؟ نہیں۔ اچھا کیوں نہیں ہے حقیقتاً کیا وجہ ہے؟ بھئی ہمیں کیا پتہ رحیم کا معنی کیا ہے کریم کا معنی کیا ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ رحیم اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کیا یہ کافی نہیں ہے ایمان کے لیے؟ مومن کے ایمان کے لیے کافی نہیں ہے؟ آپ جانتے ہیں کتنی خطرناک بات ہے یہ؟!

قرآن مجید کا ایک تہائی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات ہیں، ایک تہائی اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہے اور قرآن مجید کا ایک تہائی غیر معروفۃ المعنی ہے تصور کر سکتے ہیں آپ! بے معنی ہے!

ابو المنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جو قرآن مجید میں ہیں وہ بے معنی ہیں جیسا کہ الم (الف، لام، میم) بے معنی ہے۔ کتاب التوحید تصنیف ہے ابو المنصور ماتریدی کی کتاب التوحید کے نام سے اور آج ہم بھی کتاب التوحید پڑھ رہے ہیں دیکھیں زمین و آسمان کا فرق! وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بے معنی ہیں جیسا کہ الم حروف مقطعات بے معنی ہیں قرآن مجید میں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرعون کی صفت بیان کی ہے فرعون کون ہے کوئی جانتا ہے فرعون کون ہے یا نہیں جانتے ہم؟ ابو لہب کو جانتے ہیں کہ نہیں؟ اپنے دشمنوں کو تو بیان کیا ہے صفات بھی بیان کی ہیں کہ کیسے ہیں ظالم ہیں جھوٹے ہیں اور اپنی صفات کو غیر معروفۃ المعنی چھوڑ دیا ہے بے معنی ہیں! ایک تہائی قرآن مجید کا بے معنی ہے اور وہ بھی جس کا کلام ہے اسی کی ذات کے متعلق بے معنی ہے! اے عقل والے تمہاری عقلیں کہاں گئی ہیں؟!

لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے یاد رکھیں ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب:62) تبدیلی نہیں دیکھیں گے اللہ تعالیٰ کے قانون میں آپ طور طریقے میں۔

جو عقل کو قرآن و سنت کے آگے کرتا ہے وہ عقل کی مار ہی کھاتا ہے مار عقل سے کھائی ہے اُن لوگوں نے۔

آخر میں اہل سنت والجماعت ان کا موقف یہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات میں کہ اللہ تعالیٰ کے بہترین نام ہیں اور بہترین صفات ہیں، بہترین ناموں کا مالک ہے صفات الکمال کا مالک ہے، ہم ہر اُس نام اور اُس صفت کا اقرار کرتے ہیں ہمارا ایمان ہے ہر نام اور اُس صفت پر جس کا ذکر قرآن مجید میں ہوا اور صحیح حدیث میں ہوا اِن چار شرطوں کے ساتھ:

1۔ بغیر انکار کرنے کے بغیر تعطیل کے۔

یہ رد ہے معطلۃ کا جو تعطیل کرتے ہیں جو انکار کرتے ہیں تو بغیر تعطیل بغیر انکار کے۔

2۔ بغیر تحریف کے۔ کیونکہ بعض لوگوں نے یہ کہا تو پھر رحمت کا مطلب کیا ہے؟ رحمت جو ہے جب ہاتھ کا ذکر ہے قرآن مجید میں ہاتھ کا معنی پھر کیا ہے قرآن مجید میں؟

جب آپ انکار کرتے ہیں اگر ہاتھ نہیں ہے کما یلیق بجلالہ سبحانہ وتعالیٰ معنی کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں اس کا معنی ہے طاقت اور قدرت ۔ معنی کی تحریف ہوئی ہے۔

تو پہلی شرط یہ ہے کہ انکار نہیں، دوسری شرط تحریف نہیں تحریف بھی نہیں کریں گے معنی وہی ہے جو معروف معنی ہے معلوم معنی ہے۔ ہاتھ کا معنی ہر انسان جانتا ہے ہر جاننے والا جانتا ہے، رحمت کا معنی ہر انسان جاننے والا جانتا ہے، کرم کا معنی ہر انسان اور جاننے والا جانتا ہے۔

3۔ تیسری شرط ہے بغیر تکییف بغیر کیفیت بیان کرنے کے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو کیسی ہے کیفیت کیا ہے۔ تو بغیر تکییف بیان کرنے کے کیونکہ تکییف سے پھر تشبیہ لازم آتی ہے، تکییف سے مخلوق کی ذہن سازی ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ چھپایا ہے تو ہم اس کی جانکاری کے پیچھے کیوں لگے ہیں؟!

4۔ چوتھی شرط ہے بغیر مثل، تشبیہ بیان کرنے کے بغیر مثلیت بیان کرنے کے۔ مثال کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے کیسا ہے؟ کما یلیق بجلاله سبحانه وتعالیٰ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے)۔

(۱) انکار نہیں کرتے کہ ہاتھ نہیں ہے۔ (۲) تحریف نہیں کرتے کہ ہاتھ کا معنی طاقت اور قدرت ہے، کیونکہ عربی زبان میں ہاتھ ہاتھ کو بھی کہتے ہیں جس سے پکڑا جاتا ہے اور ہاتھ کا دوسرا معنی ہے طاقت اور قدرت دونوں معنی عربی زبان میں ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہ وہی ہاتھ ہے جس کو ہاتھ کہا جاتا ہے جس سے پکڑا جاتا ہے جو ہاتھ کا صحیح معنی معروف ہے، تو تحریف نہیں کریں گے۔ (۳) کیفیت کیسی ہے کہ اگر ہاتھ ہے تو کیسا ہے؟ مخلوق جیسا ہاتھ ہے، پانچ انگلیاں ہیں کیسی ہیں، بغیر انگلیوں کے ہیں،

کتنی انگلیاں ہیں یہ کیفیت بیان ہو رہی ہے اور یہ جائز نہیں اللہ تعالیٰ کی شان میں ہر گز جائز نہیں ہے تو بغیر کیفیت کے۔(۴) بغیر مثلیت کے کہ اگر ہاتھ ہے تو ہم مانتے ہیں جیسا کہ مخلوق کا ہاتھ ہے تو یہ بھی غلط ہے مثلیت بیان نہیں کریں گے ہم۔

تو ان چار شرطوں سے ان کے دلائل موجود ہیں قرآن مجید میں وقت نہیں ہے کہ میں ہر شرط کی دلیل بیان کروں لیکن ان چار شرطوں سے ایمان ہے اہل سنت والجماعت کا کہ اللہ تعالیٰ کے نام بھی ہیں صفات بھی ہیں۔

آج کل کے دور میں مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟

یاد رکھیں جو متاخرین ہیں احناف کے، مالکیہ کے اور شافعیہ کے پانچویں صدی کے بعد (احناف (حنفی) مالکی اور شافعی) ان لوگوں نے اشعریت کے راستے کو اپنا لیا عقیدے میں اور فروع میں کوئی کہتا ہے کہ میں حنفی ہوں، کوئی کہتا ہے میں مالکی ہوں، کوئی کہتا ہے میں شافعی ہوں لیکن عقیدے میں انہوں نے اشعریت کو اپنایا ہے سوائے حنبلیوں کے۔

دیکھیں غور کریں ذرا حنبلی جو ہیں انہوں نے سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا ہے اور وہ مذہب سلف کے باقی فرقوں سے زیادہ قریب ہیں، سبحان اللہ کیونکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ محدث بھی تھے فقیہ بھی تھے اگرچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی محدث اور فقیہ تھے لیکن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کیونکہ سب سے آخر میں تھے جو غلطیاں پہلے اماموں سے ہوئیں انہوں نے اُن کا تدارک کیا اور پھر ان غلطیوں کو دور کیا اور انہوں نے عقیدتاً اور علماً اور سلوکاً بھی آج اکثر حنبلی جو ہیں جو کہتے ہیں ہم حنبلی ہیں ان کا عقیدہ بھی سلف کا عقیدہ ہے انہوں نے اشعریت کو نہیں لیا۔

پھر جو عرب ہیں وہ تو اشعری ہیں حنفی جو عرب ہیں وہ اشعری ہیں لیکن جو عجم ہیں وہ ماتریدی ہیں یہ فرق بھی آپ جان لیں۔ جو عرب ہیں اشعری ہیں اکثریت اور جو عجم ہیں انہوں نے ابوالمنصور ماتریدی کے عقیدے کے اپنایا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اصول میں ہم ماتریدی ہیں اور فروع میں ہم حنفی ہیں، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اصول میں اشعری ماتریدی ہیں اور فروع میں حنفی ہیں اور طریقتاً صوفی ہیں۔

یہ جو فرق آیا پانچویں صدی کے بعد یہ فرق صوفیوں کی وجہ سے آیا ہے یاد رکھیں، تصوف کی وجہ سے آیا ہے اور حقیقتاً اپنی صوفیت کو وہ ثابت کرنا چاہتے تھے لیکن ان کو راستہ نہ ملا اور آہستہ آہستہ تصوف کی اوڑھ میں زہد کی اوڑھ میں کہ ہم زاہد ہیں دنیا کو چھوڑ چکے ہیں، ہم دین کی طلب میں نکلے ہیں گھر سے، ہمیں صرف دین چاہیے ہمیں صرف عمل چاہیے تو لوگوں کو علم سے دور کیا آہستہ آہستہ جب لوگ علم سے دور ہوئے ان کو پھر کوئی عمل تو کرنا تھا ناں ذہن میں یہ رکھا کہ اشعریت کا راستہ بالکل اچھا ہے ماتریدی بالکل اچھے ہیں اور آہستہ آہستہ پھر حنفیت کی جو فقہ ہے اس کو مقدم کیا کیونکہ اکثر صوفی جو ہیں وہ حنفی ہیں۔ اشعری بھی

مالکی بھی بہت کم ہیں دنیا میں دنیا میں سب سے زیادہ جتنے بھی صوفی موجود ہیں وہ سارے کے سارے فروع میں حنفی ہیں جیسے وہ کہتے ہیں۔ تو اس طریقے سے اُن لوگوں نے لوگوں کی ذہن سازی کی ہے اندھی تقلید کی دلدل میں وہ ڈوبے ہوئے ہیں، حنفی ہیں اندھی تقلید کرنے والے ہیں، لوگوں کے اصول بھی تبدیل کیے اور یہ کہا کہ اشاعرہ کا راستہ بالکل اچھا ہے ماتریدی کا راستہ بالکل اچھا ہے۔ اصل میں وہ کیا تھے؟ طریقتاً صوفی ہیں اور وہ صوفیت کو ہی عام کرنا چاہتے تھے۔

فخر الدین الرازی کیونکہ اشعریت کی بنیاد اس شخص نے رکھی ہے اس شخص کا قانون دیکھیں ذرا قانون الرازی فرماتے ہیں "إذا قامت الأدلة العقلية القطعية" ((دیکھیں ذرا غور کریں) جب عقلی اور قطعی دلائل آجائیں (عقلی اور قطعی یعنی عقلی دلائل قطعی ہیں ، قطعی یعنی یقینی ہیں) جب عقلی دلائل جو قطعی جو یقینی ہیں آجائیں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے ثبوت میں، اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے اقرار میں کوئی عقلی دلیل بھی آجائے جو قطعی ہے جو یقینی ہے) "ثم وجدنا أدلة نقلية" (پھر ہم نے دیکھا کہ قرآن مجید اور صحیح حدیث میں بھی ایسے دلائل موجود ہیں جس میں اس صفت کا ذکر ہے جس کا عقل اقرار کر رہی ہے) "يشعر ظاهرها" (جس کا ظاہر) "خلاف الأدلة العقلية" (اُن صفات کا ظاہر عقلی دلائل کے خلاف ظاہر ہوتا ہے)۔ تو ہمارے سامنے چار possibilities ہیں چار راستے ہیں۔

سمجھی بات کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے یہ صفت قرآن مجید میں تو موجود ہے "أدلة نقلية" قرآن اور صحیح حدیث میں موجود ہے اور یہ جو صفت ہے عقل نے اس کو ثابت کیا ہے عقلی دلائل قطعی ہیں یعنی یقینی ہیں اور جو نقلی دلائل ہیں قرآن اور سنت میں وہ یقینی نہیں ہیں کیونکہ ظاہر بھی ہیں اور باطن بھی ہیں (دیکھیں خطرناک بات دیکھیں) اور ان ظاہر صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹکراؤ ہے دونوں میں عقلی دلیل میں اور نقلی دلیل میں (عقلی دلیل ثابت کرنا چاہتے ہیں صفت کو اور نقلی دلیل اس کی ثابت نہیں کرنا چاہتے کیونکہ عقلی دلیل قطعی ہے اور نقلی دلیل قطعی نہیں ہے) ہمارے سامنے چار راستے:

پہلا راستہ پہلی possibility دونوں کی تکذیب کریں کہ دونوں غلط ہیں۔ possibility ہے کہ نہیں؟ خود جواب دیتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے ناممکن ہے (اب possibility بھی خود بیان کر رہے ہیں اور جواب بھی خود دے رہے ہیں)۔ یہ possibility پہلی کہ دونوں جھوٹے ہیں غلط ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عقل بھی جھوٹی اور نقل بھی جھوٹی نہیں یہ ناممکن ہے تو یہ possibility غلط ہے۔

دوسری کہ دونوں کو مان لیا جائے کہ دونوں درست ہیں عقل بھی درست ہے اور جو نقل میں دلیل موجود ہے وہ بھی درست ہے۔

خود جواب دیتے ہیں کہتے ہیں یہ بھی ناممکن ہے کہ دونوں ضد ہیں اور ضد دونوں ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں کہ ایک اقرار کر رہا ہے ایک انکار کر رہا ہے۔ دونوں ایک ساتھ ہو سکتے ہیں؟ ایک نہیں ہو سکتے۔

دیکھیں یہاں پر بھی عقل کو آگے کیا جا رہا ہے قانون بھی خود بناتے ہیں اور اس کی بنیادیں بھی خود بیان کرتے ہیں اور جواب بھی خود دے رہے ہیں۔ جواب درست ہے کہ نہیں؟ possibility بھی درست ہے جواب بھی درست ہے۔

تیسری، وہ کہتے ہیں کہ ہم نقل کی تکذیب کریں اور عقل کی تصدیق کریں۔

چوتھی possibility اس کی اُلٹ کہ عقل کی تکذیب کریں اور نقل کی تصدیق کریں۔

اب یہ دونوں پریشانیاں ہیں اگر عقل کی تصدیق کرتے ہیں اور نقل کو جھٹلاتے ہیں تو ایک مصیبت ہے سر پر تو نصوص کا کیا کریں گے؟ اب نص آ گیا ہے نقل میں تو موجود ہے اس کا کیا کریں گے لیکن یہ یاد رکھیں عقل کو جھٹلا نہیں سکتے۔ چوتھی possibility ہے کہ عقل جھوٹی ہے اور نقل سچی ہے وہ کہتے ہیں یہ تو ناممکن ہے کیونکہ بغیر عقل کے آپ نقل کو سمجھ نہیں سکتے۔

بغیر عقل کے نقل کو سمجھ سکتے ہیں آپ؟ تو اس لیے عقل کو جھٹلا نہیں سکتے ہم یہ چوتھی possibility ہی باقی رہتی ہے کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ عقل تو سچی ہے اس پر تو ہمارا اتفاق ہے عقل نے سچ کہا ہے لیکن نقل جو ہے کیونکہ اس کا ظاہر جو ہے وہ عقل کے خلاف ہے تو ہم تاویل کریں گے۔ کس کی؟ نقل کی تاویل کریں گے اور دونوں کو ہم جوڑ دیں گے۔

تاویل کیسے کریں گے؟ وہ کہتے ہیں کیونکہ عقل اصل ہے نقل فرع ہے تو پھر عقل مقدم ہے فرع مؤخر ہے اور فرع کیونکہ اس میں تاویل کی جا سکتی ہے ایک لفظ کے دو دو معنی ہوتے ہیں عربی زبان میں تو ہم دوسرے معنی کو لیں گے جس کا عقل اقرار کر سکتی ہے۔ پھر مثالیں بیان کرتے ہیں مختلف۔

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ قرآن مجید میں ہے سورۃ ص آیت نمبر 75 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (کہ اے ابلیس (لعنة الله عليه) تو نے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا)۔

واضح آیت ہے، وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں تو ہے ٹھیک ہے ہاتھ کا ذکر ہے لیکن عقل نے کہا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے تو مخلوق کا بھی ہاتھ ہے اور تشبیہ لازم آتی ہے اور خالق و مخلوق کو برابر کر دینا شرک ہے اور شرک دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے اس لیے ہم نہیں مانتے اس بات کو۔

تو عقل نہیں مانتی اور نقل کہتی ہے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے لیکن دیکھا کہ عربی زبان میں ہاتھ کے دو معنی ہیں، ایک معنی ہے وہ ہاتھ جس سے پکڑا جاتا ہے اور دوسرا معنی ہے طاقت اور قدرت، اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ ہم نے آسمان کو بنایا ہے ﴿بِأَيْيدٍ﴾ (الذاریات:47) یعنی طاقت سے، یہاں پر اَیدٍ جمع ہے۔ تو پھر جب عربی زبان کو دیکھا ہے ہم نے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہیں اور ایک معنی کو عقل مان سکتی ہے کہ ہاتھ کا مطلب طاقت اور قدرت ہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی تاویل کریں اور یہ کہیں کہ ہاتھ کا معنی ہے طاقت اور قدرت، اس سے نقل پر بھی عمل کیا جائے گا اور عقل بھی خوش رہے گی دونوں خوش! کیا صحیح بات ہے یہ؟

پہلی بات تاویل کی حقیقتاً تاویل نہیں ہوئی تحریف ہوئی ہے۔ تاویل کا کیا مطلب ہے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہیں ایک قریب ہے ایک بعید ہے تو آپ حقیقتاً قریب معنی کو لیں گے دور معنی کو تب لیں گے جب کوئی قرینہ ہو کوئی وجہ ہو کہ اُس معنی کو نہیں لے سکتے۔

خالد شیر ہے کیا مطلب ہے خالد جانور ہے جنگل میں رہتا ہے شیر ہے کیا خیال ہے؟ یا خالد بہادر ہے؟ بہادر ہے۔ اب شیر کا لفظ عربی زبان میں شیر جانور کے لیے استعمال ہوتا ہے اور شیر یعنی بہادری کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ تو اب خالد شیر ہے ایک قریب معنی ہے جانور ایک دور کا معنی ہے بہادر آپ کیا سمجھیں گے جب میں کہتا ہوں خالد شیر ہے تو اُس کا مطلب ہے جنگل کا جانور ہے؟ دور کا معنی کیوں لیا آپ نے کہ خالد بہادر ہے قرینہ کیا ہے؟ کہ وہ انسان ہے آپ کے سامنے بیٹھا ہے۔ یہ قرینہ کافی نہیں ہے کہ وہ انسان ہے جانور نہیں ہے؟ تو آپ اس کی مدح کر رہے ہیں یا آپ یہ سمجھے ہیں کہ وہ جانور ہے یہ کوئی مدح ہے؟ خالد شیر ہے وہ جانور ہے جو نوچ کر کھاتا ہے ظلم کرتا ہے مثال کے طور پر یہ مدح تو نہ ہوئی ناں! تو ہر عقل والا سمجھتا ہے جس کی فطرت درست ہے کہ خالد شیر ہے کا مطلب ہے خالد بہادر ہے آپ اس کی تعریف کر رہے ہیں۔

اسی طریقے سے یہاں پر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اگر ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا مطلب اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کی مراد کہ اے ابلیس! تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا جس کو میں نے دو ہاتھوں سے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ وہ ہاتھ جو معروف المعنی ہے جس سے پکڑا جاتا ہے جس کا معنی معروف ہے ہر انسان جانتا ہے وہ ہاتھ یا وہ ہاتھ جس کا معنی طاقت اور قدرت ہے؟

اس آیت کریمہ کو دیکھیں آپ دوسری آیت میں بھی ذکر ہوا ہے لیکن یہ ایک آیت منہ توڑ جواب ہے اشاعرہ کا ماتریدیوں کا اور منکرین صفات کا سورۃ ص آیت نمبر 75 میں اور اس آیت کو نوٹ کر لیں اگر آپ کوئی تفسیر دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ تفسیر قابل

طلب علم ہے یا نہیں اس سے آپ علم حاصل کر سکتے ہیں کہ نہیں تو آپ دو تین آیتوں کو دیکھ لیں اس تفسیر سے پتہ چلے گا کہ یہ عالم ہے اس کی تفسیر پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں۔ سورۃ ص آیت نمبر 75 یہ ان آیتوں میں سے ہے جنہیں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ انہوں نے ترجمہ کیا کیا ہے اگر ہاتھ کا ترجمہ دست قدرت کیا ہے تو یہ اشعری، ماتریدی ہیں یا معتزلی ہیں اور وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا ،اور ترجمے میں اگر ہاتھ ہے اِس کا مطلب ہے کہ اُس کا عقیدہ درست ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہے؟ لفظ خود واضح ہے" دو ہاتھ" دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دو ہیں؟ اگر ہم کہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے ابلیس تونے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا جسے میں نے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا یعنی دو نعمتوں سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دو ہیں؟ کتنی نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ کی ؟﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾(النحل:18) تو نعمتوں کا لفظ تو یہاں پر جچتا نہیں ہے فٹ نہیں ہوتا کہیں پر! قرینہ موجود ہے" دو ہاتھ" یہ قرینہ کافی ہے کہ یہاں پر معنی طاقت اور قدرت کا نہیں ہوتا طاقت دو ہیں دو طاقتیں ہیں اللہ تعالیٰ کی ؟! اللہ تعالیٰ کی طاقت کا کوئی شخص اندازہ لگا سکتا ہے؟! سبحان اللہ۔

اس لیے یہ معنی بنیادی طور پر ہی غلط ہے اس آیت کریمہ کے ترجمے میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے یا اپنی طاقت سے یا اپنی نعمت سے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا ہے، ہر گز درست نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ یعنی وہ ہاتھ جو معروف المعنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں لیکن جیسے اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے ویسے ہاتھ ہیں، کیسے ہیں اللہ اعلم اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے یہ بیان نہیں فرمایا کہ کیسا ہاتھ ہے علم غیب سے اس کا تعلق ہے اس لیے علم غیب کے متعلق کوئی بات بھی کرنا اس کی آپ نے پاس سند دلیل ہونی چاہیے، نہیں ہے تو خاموشی اختیار کریں جو تمہیں بتائے گئے ہیں ان ہی کو تسلیم کریں آمنا وصدقنا سیکھیں کیا ہوتا ہے"قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" آپ کو کہنا چاہیے آمنا وصدقنا۔

عقل کہاں ہے آپ کی؟ عقل تو وہ ہے آپ کی عقل سلیم جو کہتی ہے آمنا وصدقنا، جو عقل کہتی ہے کہ نہیں اس کا معنی یہ نہیں یہ ہے اور تاویل کرتی ہے وہ آمنا وصدقنا نہیں جانتی جھکنا نہیں جانتی۔

یہ قانون تھا اشاعرہ کا اور تعجب کی بات یہ ہے کہ فخر الدین الرازی نے بھی توبہ کرلی ہے! فخر الدین الرازی نے توبہ کی۔ أبو المعالی الجوینی یہ بھی بڑی اشعری تھے عالم تھے امام الحرمین کا لقب تھا ان کا" امام الحرمین أبو المعالی الجوینی" اس شخص نے بھی توبہ کی اشعریت سے اللہ تعالیٰ کی صفات کے انکار سے اور آخر میں أبو المعالی الجوینی نے کہا وفات سے پہلے کہ گواہ رہنا میں نیسا پور کی

بوڑھیوں کے یا اپنے گھر والوں کے عقیدے پر مر رہا ہوں میں نے اپنا وقت سارا ضائع کیا قیل و قال میں علم الکلام میں اب میں توبہ کرتا ہوں اور اس عقیدے پر مرتا ہوں جو میرے گھر کی بوڑھیوں کا عقیدہ ہے۔

بوڑھیوں کا عقیدہ کیا ہے؟ فطرت سلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ عرش پر مستوی ہے، اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات ہیں اللہ تعالیٰ صفات الکمال کا مالک ہے، یہ عقیدہ ہے بوڑھیوں کا عوام الناس کا یہ عقیدہ ہے۔

جب عوام الناس کے عقیدے میں تبدیلی آئی ان ظالموں نے تبدیل کیا ہے تب ہم نے بھی ان مسائل کو وضاحت سے پیش کرنا شروع کیا ورنہ یاد رکھیں اسماء والصفات کا باب ان ابواب میں سے ہے جس میں تفصیل بیان کرنا درست نہیں ہے جس کو اجمالی طریقے سے بیان کرنا چاہیے بس۔ کیا بیان کرنا چاہیے؟ کہ اللہ تعالیٰ کے بہترین نام ہیں اچھے نام ہیں اور بہترین صفات ہیں صفات الکمال کا مالک ہے بس یہی کافی ہے یہی ہیں توحید اسماء والصفات اور اتنا ہی جاننا چاہیے ہر مسلمان کو بس۔

لیکن جب ظالم آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات کا انکار کیا، جب تک یہ عقیدہ جہمیوں کا تھا اور عوام الناس میں منتشر نہیں تھا تو علماء نے بھی صرف اُن سے جا کر بات کی اور اپنی کتابوں میں اُن کا ذکر کیا اور طالب علم اس کو پڑھتے تھے طالب علم سمجھتے تھے کہ جہمی کون ہیں ماتریدی کون ہیں لیکن یہ فتنے بڑھتے گئے اور عوام الناس میں بدعقیدگی پھیل گئی، آج عوام الناس میں پوچھیں آپ ایک عام سا سوال پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے کیا جواب ملتا ہے؟ ہر جگہ موجود ہے۔ یہ ہمارے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے یعنی یہ بدعقیدگی اتنی عام ہو چکی ہے کہ آج اسکولوں میں بچوں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ تو ہم تب بھی خاموشی اختیار کریں تب بھی تفصیل بیان نہ کریں؟!

ہاں تفصیل اس وقت بیان نہیں کرتے جب یہ بدعقیدگی نہیں ہو جب لوگوں کی فطرت زندہ ہو، فطرت سلیم پر جب لوگوں کا عقیدہ درست ہو تب تفصیل بیان کرنے کی درست نہیں ہے کیونکہ لوگ ان مسائل کو سمجھ نہیں پاتے یہ عوام الناس کے مسائل نہیں ہیں عوام الناس ان مسائل کو سمجھ نہیں سکتے اس لیے آگے میں بیان کروں گا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول کہ لوگوں کو وہ چیز بیان کرو جو وہ جانتے ہیں وہ چیز بیان نہ کرو جو لوگ نہیں جانتے کیا تم چاہتے ہو کہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلائیں؟!

یعنی بڑی قیمتی بات ہے! اور بعض لوگ اس اَثر کو (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اَثر کو) دلیل کے طور پر بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو تم گمراہ کرتے ہو کیوں تفصیل بیان کرتے؟ توحید کی تفصیل ہے توحید کی تین قسمیں ہیں، شرک کی تفصیل ہے لوگ سمجھ

نہیں پاتے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات میں تفصیل بیان کرتے ہو لوگ سمجھ نہیں پاتے تو لوگوں کو وہ چیز بیان کرو جو وہ جان سکتے ہیں۔

ہاں بالکل بات درست ہے توحید انسان کی فطرت میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نے توحید پر ہی پیدا کیا ہے، شرک سے ہر انسان نفرت کرتا ہے اسی فطرت پر انسان پیدا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماء والصفات کو ہر انسان جانتا ہے اسی فطرت پر پیدا ہوا ہے لیکن جب بدعقیدگی پھیلی ہے اور عوام الناس میں توحید شرک اور شرک توحید بن چکا ہے، یااللہ مدد کہنے والے آج وہابی کہلاتے ہیں اُن کو بُری نظر سے دیکھا جاتا ہے اُن کو گالی دی جاتی ہے اور یاغوث مدد یا علی مدد کہنے والے آج دنیا کے بڑے عہدے پر فائز ہیں'' شیخ الاسلام، آیت اللہ''۔

خمینی کون ہے کیا لقب ہے خمینی کا؟ آیت اللہ۔ کیا کہتا ہے خمینی جانتے ہیں؟ صرف یہ نہیں کہتا یا علی مدد وہ کہتا ہے الحكومة الإسلامية اس کی تصنیف ہے اُس میں وہ شخص کہتا ہے'' کہ ہمارے اماموں کی جگہ اور قدر و قیمت اتنی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں کہ نہ تو کوئی نبی پا سکتا ہے اور نہ کوئی فرشتہ پا سکتا ہے''۔ یہ ظالم انسان اِن الفاظوں سے کہتا ہے اور لوگوں نے کیا لقب دیا ہے؟ آیت اللہ۔ جانتے ہیں آیت کا مطلب کیا ہے؟ اللہ کا معجزہ ہے یہ شخص آیت اللہ ہے۔ یہ سب سے بلند درجہ ہے آیت اللہ، رافضیوں کے نزدیک جو آیت اللہ کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں سب سے بڑا عالم کہلاتا ہے اور سب سے بڑا عالم کیا کہہ رہا ہے سمجھتے ہیں آپ کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیدنا علی کہیں زیادہ بہتر ہیں، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کہیں زیادہ بہتر ہیں!

منہ سے وہ کیا کہتے ہیں؟ کہ ہم متبع نبی ہیں ہم متبع رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیکن ان کی حالت کیا کہتی ہے کہ جب بھی پکارا علی کو پکارا، جب بھی پکارا حسین کو پکارا! (رضی اللہ عنہم أجمعين) إنا لله و إنا إليه راجعون۔

دوسرے یاغوث مدد کہنے والے شیخ الاسلام کے مرتبے پر فائز ہیں۔ طاہر القادری کا لقب کیا ہے؟ شیخ الاسلام ہے۔ اُس شخص کی دعوت کیا ہے؟ دیکھیں ذرا انیٹ پر آج بھی ایک شخص مجھ سے سوال کر رہا تھا جمعے کے خطبے کے بعد کہتا ہے بھئی نیٹ پر میں نے دیکھا ہے کہ طاہر القادری صاحب جو ہیں وہ رقص کر رہے ہیں اُن سے سوال کیا گیا کہ رقص کیوں کرتے ہو؟ کہتے ہیں یہ سنت میں ثابت ہے رقص جائز ہے!

یہ صوفیوں کا رقص ہے اور دلیل پیش کی ہے! دلیل کیا ہے بھئی میں نے پوچھا دلیل کیا ہے؟ اب وہ جوان ہے اس کی عمر کتنی بیس، بائیس سال ہوگی جس نے آج سوال کیا ہے تقریباً جوان ہے بے چارہ اب وہ چیٹنگ کر رہا ہے، اس کو دیکھیں دل کے اندر ایک

ایمان ہے ایمان کا نور باقی ہے وہ اس کو بھی بجھانا چاہتے ہیں! اب وہ سمجھتا ہے کہ رقص، گانے میں جانتا ہوں غلط ہیں اگر میں کرتا ہوں تو میرا گناہ ہے میں توبہ کرلوں گا لیکن ایک شخص کہتا ہے گناہ نہیں ہے کرو!

کون ہے وہ شخص جس کو لقب کیا دیا گیا ہے؟ شیخ الاسلام کا۔ تو کہتا ہے میں نے بھی یہ سوال کیا ہے کہ اس کی دلیل کیا ہے؟ کہتا ہے دلیل کیا بہت دلائل ہیں اُن میں سے ایک دلیل یاد رکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں حبشی غلام جو تھے وہ رقص کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار کی ہے۔ إنا لله و إنا إليه راجعون واللہ یہ ظلم ہے اللہ کی قسم میں کھا رہا ہوں! یہ شریعت کے نصوص کی تحریف ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے سوال کرے گا قیامت

کے دن، واللہ اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے۔ آج آپ لقب جو بھی دینا چاہیں دے دیں نام کے تبدیل ہونے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوا کرتی، شراب کو پانی کا نام دے کر پیئیں حلال نہیں ہوگی اور کسی بھی ظالم انسان کو آپ یہ لقب دے دیں کہ یہ شیخ الاسلام ہے وہ شیخ الاسلام کبھی نہیں بن سکتا۔

جانتے ہیں روایت کیا ہے؟

روایت یہ ہے کہ مسجد میں ایک موقع پر میلے کا موقع تھا عید کا موقع تھا حبشی غلام جو ہیں وہ آئے ہیں اور وہ نیزہ اندازی کر رہے تھے۔ اور جب آپ نیزہ اندازی کرتے ہیں تو اس میں کیا ہے بہادری ہے کہ نہیں؟ جب آپ نیزہ اندازی کرتے ہیں تو آپ کودتے ہیں کہ نہیں؟ کبھی اِدھر کود رہے ہیں کبھی اِدھر کود رہے ہیں، کبھی آپ اٹیک کرتے ہیں کبھی ڈیفنس کرتے ہیں اسے رقص کہتے ہیں؟!

اللہ تعالیٰ سے ڈرو! کوئی بھی عقل والا انسان آج مجھے بتائے کہ جب انسان تلوار اٹھا کر میدا جنگ میں کھڑا ہوتا ہے اور تلوار سے لڑ رہا ہوتا ہے کوئی بھی شخص آکر یہ کہتا ہے یہ دیکھو یہ رقص کر رہا ہے اس کے ساتھ کیا حشر کرنا چاہیے کیا خیال ہے آپ کا؟ یعنی سیدنا ابو بکر صدیق تلوار اٹھا کر رقص کر رہے تھے، سیدنا عمر تلوار اٹھا کر رقص کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم! ان لوگوں کو شرم نہیں آتی! حبشی غلام مسجد نبوی کے اندر کھڑے ہو کر نیزہ اندازی کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار کی اس کا مطلب کیا ہوا رقص کر رہے تھے؟!

دوسرے بعض دلائل پیش کرتے ہیں دُف کو، چند بچیاں تھیں دُف بجا رہی تھیں عید کے موقع پر اور بعض بچیاں تھیں جو گا رہی تھیں گنگنا رہی تھیں (دُف بج رہا ہے اور گنگنا رہے ہیں) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے خاموشی اختیار کی لیٹے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑا اپنے منہ پر رکھ لیا ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سن رہی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر جانتے ہیں آپ کیا عمر تھی جب شادی ہوئی؟ نو سال کی عمر کی بچی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تربیت کی ہے اتنی تربیت کی ہے کہ اُم المؤمنین علم کے میدان میں اِن جیسی کوئی خاتون نہیں ہے پوری دنیا میں، علم کے میدان میں عمل کے میدان میں، تقویٰ کے میدان میں، عزت کے میدان میں آبرو کے میدان میں، شرم وحیاء کے میدان میں کوئی بھی عورت نہیں ہے یہ ہمارا ایمان ہے۔

تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوتے ہیں (ذرا غور کرنا) آکر فرماتے ہیں کیا شیطان کا گانا بجانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں! اور ڈانٹا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کو اور دوسروں کو بھی ڈانٹا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" کہ اے ابو بکر! یہ عید کا دن ہے ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ ہمارا عید کا دن ہے ان کو چھوڑ دو"۔

وہ کہتے ہیں یہ دلیل ہے کہ گانا بجانا جائز ہے۔ کیوں؟ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اقرار کیا ہے۔

تھوڑی سی تفصیل دیکھیں علامہ البانی رحمہ اللہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں یہاں پر، کہتے ہیں" یہ کبھی بھی دلیل نہیں ہے کہ گانا بجانا جائز ہے ورنہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (دیکھیں باریک بيني دیکھیں سمجھ کی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآن وسنت کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین) کا رویہ دیکھیں آپ اگر جائز ہوتا اور اس دن سے پہلے اگر وہ یہ نہ جانتے ہوتے"۔

یعنی ان کا سابق علم کیا ہے ان کی تربیت کس نے کی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے ناں تو ان کا جو سابق علم ہے آج سے پہلے جو موقع جو حالت دیکھی ہے کیا علم تھا کہ گانا بجانا کیا ہے؟ حرام ہے۔

ہر صورت میں حرام ہے ہر دن میں حرام ہے ہر نوع سے حرام ہے، یعنی گانا بجانے کے کوئی بھی انسٹرومنٹس (instruments) ہیں سارے حرام ہیں ذرا غور کریں۔ اور ان کی تربیت کس نے کی تھی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی تھی لیکن بعض چیزیں وہ نہیں جانتے تھے جو نہیں جانتے تھے اس کی تربیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی کر دی ہے۔

تو بنیادی طور پر کیا ہے؟ کہ گانا بجانا حرام ہے۔ جائز کیا ہے گانے میں؟ گانے میں کچھ جائز نہیں ہے۔ گانے میں پتہ ہے جائز کیا ہے؟ گنگنانا جس میں میوزک نہ ہو اور بیہودہ باتیں نہ ہوں جائز ہے۔

پتہ ہے شعر و شاعری کہ آپ شعر پڑھنا چاہتے ہیں سریلی آواز میں جائز ہے۔ عرب میں ایک عادت تھی کیونکہ چرواہے تھے لمبا سفر کرتے تھے تو وہ لمبی آواز میں سریلی آواز میں ایسے کہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی ایسا کرتے تھے ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سفر پر جاتے ہوئے سریلی آواز میں اس طریقے سے بعض صحابہ ایسے شعر پڑھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرار کرتے تھے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

بجانے کی بات کرتے ہیں بجانے میں سارے کے سارے انسٹرومنٹس حرام ہیں سوائے دُف کے، پہلی بات یہ ہے۔دُف یعنی وہ طبلے کی طرح ہوتا ہے لیکن ایک سائیڈ سے کھلا ہوتا ہے ایک سائیڈ بند ہوتی ہے۔ جو دونوں سائیڈ سے بند ہے یہ حرام ہے جائز نہیں ہے، جو ایک سائیڈ سے کھلا ہے یہ جائز ہے اور صرف عورتوں کے لیے جائز ہے، بچوں کے لیے جائز ہے اور صرف خاص موقع پر جائز ہے۔ دیکھیں قید دیکھیں!

دُف سریلی آواز سے کوئی حرج نہیں ہے دُف کے ساتھ۔ وہ گنگنا بھی رہی تھیں ناں وہ بچیاں گنگنا بھی رہی تھیں کوئی حرج نہیں ہے۔دُف بجائیں عورتوں کے لیے بچیوں کے لیے خاص موقع پر یہ جائز ہے، مردوں کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے۔

جس نے نصوص کو سمجھنا ہے ایسے سمجھے ورنہ اپنی غلط سمجھ ،اپنا زہر لوگوں میں کیوں گھولتے ہیں یہ لوگ ؟! بھئی دیکھیں تم نے ڈانس کرنا ہے کمرہ بند کرو ڈانس کرتے رہو تمہیں کس نے منع کیا ہے ؟! کوئی گناہ کرنا چاہتے ہو کرو بھئی !اگر تم چاہتے ہو کرنا تو کرو لیکن لوگوں کو یہ کیوں کہتے ہو کہ یہ گناہ نہیں ہے یہ حلال ہے مجھے یہ بتائیں ؟!

دیکھیں ابن آدم ، میں بھی خطاء کار ہوں ہم سب خطاء کار ہیں لیکن اگر کوئی گناہ میں کرتا ہوں تو پھر کیونکہ میں کرتا ہوں اسے حلال کر دوں اور لوگوں کو کہوں دیکھو یہ جائز ہے اور غلط بیانی کروں اور نصوص کو غلط طریقے سے بیان کروں میں ؟! کیا عقلمندی ہے یہ کیا یہ انصاف ہے ؟!

رقص عقل بھی جس سے (یہ لوگ عقل کو آگے کرتے ہیں ناں) نفرت کرتی ہے۔ آپ اللہ کے گھر میں کھڑے ہو جائیں جمعہ کے خطبے کے بعد اور ایسے ہاتھ کر کے ناں ایسے گھومتے رہیں دو تین چکر لگائیں دیکھیں لوگ آپ کو سلام کرتے ہیں یا باہر نکال کر جوتے مارتے ہیں ! وہ کہیں گے کیا ہوا ابھی خطبہ دے رہا تھا ابھی اس کو کیا ہو گیا ہے پاگل ہو گیا ہے یہ اسے کیا ہو گیا ہے !

خود ذرا غور کریں دیکھیں انصاف کی بات ہے اگر رقص کرنا اچھا ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چھوڑ دیتے رقص ؟ کیا سمجھتے ہیں آپ اگر رقص کرنا دین کا ایک حصہ ہوتا اور رقص کرنے سے دل میں اطمینان اور سکون پیدا ہوتا تو کیا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس خیر سے محروم کر کے جاتے ؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر عمل کبھی نہ کرتے جنہوں نے اس سکون

اور اطمینان کو پانے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے؟! ایمان کو پانے کے لیے سکون اور اطمینان کو پانے کے لیے، اپنے یقین کو مضبوط کرنے لیے اپنی جان، اپنا مال، اپنی دولت سب کچھ قربان کر دیا ہے، اپنا وطن بھی قربان کر دیا تھا سب کچھ قربان کر دیا تھا کیا وہ اس خیر سے محروم ہو جاتے اور ساری امت کو بھی اس خیر سے محروم رکھتے؟! ہاں بعد میں صوفی آئے اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دس قدم آگے بڑھے اور اُن لوگوں کو وہ ہدایات کی ہیں جو صحابہ کرام نہیں کر سکتے تھے کہ تم یہ کرو۔

بھئی اللہ تعالیٰ سے ڈرو! لوگوں کو اگر دعوت و تبلیغ کرنی ہے تو حق طریقے سے کرو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ﴾ (العصر:1-3) (قسم ہے زمانے کی ہر انسان خسارے میں ہے (ہر انسان)) ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (سوائے وہ لوگ جو ایمان لے آئے)۔ اور ایمان بغیر علم کے آپ حاصل نہیں کر سکتے، ایمان کا مترادف ہے علم ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد:19) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان لو کہ لا الہ الا اللہ کیا ہے۔ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ پھر عمل بھی ضروری ہے جو علم حاصل کیا ہے۔

ایمان عمل کا نام ہے یہ کس نے کہا ہے کہ ایمان کا مطلب ہے بس تم عقیدہ درست کر کے سوتے رہو؟ یا یہ کس نے کہا کہ ایمان کا مطلب ہے صرف نمازی بن جاؤ بس؟ ایمان کا مطلب ہے اچھے اخلاق، عبادات بھی ایمان کا حصہ ہیں اور اچھے اخلاق بھی ایمان کا حصہ ہیں۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ کیسے عمل کو جوڑا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (البقرۃ:278) (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہتا ہے اسے چھوڑ دو (سود کو چھوڑ دو)) ﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (اگر تم واقعی مومن ہو)۔

آیت کو بنیادی پیغام ہے سود کو چھوڑ دینا، آیت کی ابتداء ایمان سے ہوئی اور انتہا ایمان سے ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے معاملات کو بھی حسن اخلاق کو بھی، حرام حلال کو بھی کس سے جوڑ دیا ہے؟ ایمان سے عقیدے سے جوڑ دیا ہے۔

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۥ﴾ (ایک دوسرے کو حق نصیحت کی ہے، حق فرمایا ہے)۔ وہ نہیں جو آپ دینا چاہتے ہیں کیونکہ جو آپ دینا چاہتے ہیں وہ ضروری نہیں کہ وہ حق ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے قید لگائی ہے کہ حق کی دعوت و تبلیغ کریں اور حق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، جو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے صحابہ کرام اور سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق۔ ﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرو)۔

کیونکہ آپ کے راستے میں رکاوٹیں آئیں گی آپ علم نہیں حاصل کر سکتے بغیر صبر کے، آپ عمل نہیں کر سکتے بغیر صبر کے، آپ دعوت و تبلیغ حق کی طرف دعوت نہیں دے سکتے بغیر صبر کے۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ کتاب میں جو شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے آیات اور جو آثار بیان کیے ہیں ان میں سے بیان کریں گے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن و سنت پر چلنے کی سلف صالحین کے روشن منہج کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

﴿سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ‌ۚ ۝١٨٠ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ‌ۚ ۝١٨١ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾

وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (078.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio